کتاب ملنے کا پتہ :- مہادیو پرشاد (پبلشر) تاجر کتب لکھنؤ

لاڈو بیگم

دلچسپ و دلکش

بکار آمد و نتیجہ خیز مستورات

کے پڑھنے کے قابل ناول - لاڈو بیگم کے سبق آموز

واقعات کا مرقع بامحاورہ اُردو میں دکھایا گیا ہے

مُصنفہ

جناب مرزا فدا علی صاحب خنجر - لکھنوی

حسب فرمایش

مہادیو پرشاد (پبلشر) تاجر کتب لکھنؤ

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس لکھنؤ میں چھپا

بار اول ۲ ہزار

قیمت فی جلد ۱۲/

سنہ ۱۹۲۱ء

لاڈو بیگم

پہلا باب

لاڈلی بیٹی

بقدرِ جوشِ جوانی بڑھا غرور اُن کا
کرم نے نشہ باندازہ خمار کیا

لاڈو بیگم کی تعلیم و تربیت تو اچھی نہ تھی، اگرچہ اس کی ولادت شہر کے معزز اور امیر خاندان مین واقع ہوئی تھی۔ والدین کے بیجا لاڈ و پیار اور ضرورت سے زیادہ نازبرداریون نے لاڈو بیگم کو اول درجہ کا عیش طلب۔ حکومت پسند اور بد مزاج بنا دیا تھا۔ سر مین سودائے خودسری سما گیا تھا۔ فورا فورا مین روٹھ جانا باتون باتون مین لڑ پڑنا معمولی باتین تھین۔ غرور و تمکنت کا یہ حال کہ اپنے سامنے کسی کی کچھ ہستی ہی نہین سمجھتی تھی۔ ہر چھوٹے بڑے اپنے پرائے کو حقارت سے دیکھنا تکبرانہ انداز سے پیش آنا جزو عادت ہو گیا تھا۔ اس کے نزدیک بزرگون کا لحاظ یا ادب وہ مہمل لفظ تھے جو خواہ مخواہ بزرگانہ حقوق جتا کر چھوٹون پر حکومت کرنے کو وضع کر لیے گئے تھے اور اپنی حماقت سے کچھ نافہم و حریص سعادتمند نوجوان لڑکے لڑکیان اپنا ایثار و خلق ظاہر کرنے کے لیے اُن غیر ضروری اصولون پر عمل درآمد کرتے تھے۔

لاڈو بیگم اپنے والدین کی اکلوتی لڑکی نہ تھی اس سے ایک بڑا لڑکا اور بھی تھا وہ لاڈو بیگم کے مانند متکبر اور مغرور نہ تھا اخلاق و عادات مین فخر خاندان اور دولت علم

وعمل سے مالا مال اور تربیت یافتہ تھا۔ ان دونون مین زمین و آسمان کا فرق تھا ایک منکسر و مطیع دوسرا نافرمان و خود مختار گو دونون بھائی بہنون نے ایک ہی مان کے پیٹ مین پاؤن پھیلائے تھے ایک ہی آغوش مین پرورش ہوئے تھے پر یہی خصائل بالکل الگ الگ اور ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے تھے۔

والدین کی آنکھین بند ہوتے ہی لاڈو بیگم نے اپنے بھائی سے لڑنا جھگڑنا اور فساد کرنا شروع کیا۔ بیچارے نوشیران مرزا (لاڈو بیگم کا بڑا بھائی) نے میل جول قایم رکھنے کی صدہا کوشش کین بہن کو پند و نصائح کیے ہر طرح دلجوئی اور خاطر و تواضع کی مگر لاڈو بیگم کی ضدی اور خود مختار طبیعت سے ایک پیش نہ گئی روز روز مغرور المزاجی بڑھتی ہی گئی آئے دن جھگڑے فساد رہنے لگے آج گھر کی ماما پر آفت نازل ہوئی کل ڈیوڑھی کے سپاہی پر شمشیر قہر ٹوٹی پرسون بھاوج سے جنگ ہوئی تو ترسون بھائی پر ملاحی باتین شروع ہوئین۔

نوشیروان مرزا بھی انسان تھا اس کے پہلو مین بھی خون اور گوشت سے بنا ہوا دل موجود تھا کب تک ضبط کرتا کب تک کانون مین تیل ڈالے اور منھ مین گھنگنیان بھرے بیٹھا رہتا آخر کار ایک روز ضبط نہ ہوسکا مگر آدمی سمجھدار اور دور اندیش تھا۔ بہن کو بلا کر کہا۔

نوشیروان مرزا۔ لاڈو بیگم تم ماشاء اللہ جوان جہان اور سمجھدار ہو اب بچہ نہین ہو جو اچھا برا نہ سمجھ سکو۔ تم کو اب سمجھنا چاہیے روز روز کی بدمزاجیان اچھی نہین گھر کے تمام نوکر چاکر خلاف ہو رہے ہین۔ آج ماما اور ڈیوڑھی کا سپاہی نوکری ترک کرنے کو کہہ رہا ہے مین نے سمجھا بجھا کر روکا ہے تمھاری بھاوج الگ شاکی ہین۔ مین نے مانا کہ انھین سے غلطی ہوئی مگر تم کو خیال کرنا چاہیے تھا وہ تمھاری بڑی اور مان کی جگہ ہین۔ تم نے انھین سیکڑون باتین سنا دین۔ لاکھ کچھ ہو پھر بھی وہ غیر ہی کہی اور سمجھی جائینگی اگر وہ بھی کچھ کہتی تو کیا ہوتا نتیجہ یہ ہوتا کہ ایک گھر کے دو گھر ہوتے شہر مین ناموسی الگ ہوتی جو سنتا ہنستا لوگ کہتے کہ والدین کو مرے بہت دن بھی نہین ہوئے کہ بھائی بہن الگ ہوگئے۔ افسوس تمھین ان باتون کا کچھ بھی خیال نہین یہ بری باتین ہین گھر مین سب ہی کچھ ہوتا ہی لیکن کوئی اس طرح دشمن نہین ہوجاتا ہی۔

نوشیروان مرزا کا خیال تھا لاڈو بیگم میری زبان سے یہ تقریر سنکر اپنی زیادتیون پر شرمائیگی اور جس طرح مین نرم لفظون مین سمجھا رہا ہون جواب دے کر عذر خواہ ہوگئی مگر اس کی امیدون کے بالکل خلاف لاڈو بیگم نے نہایت سختی سے جواب دیا جو باتین آج تک منھ پر نہ آئی تھین بدھڑک کہہ گذری بڑا پے چھٹا پے کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔

نوشیروان مرزا کے پاؤن کے نیچے سے زمین نکل گئی اب اسکی سمجھ مین کچھ نہین آتا کہ بہن کی ضدی طبیعت کو کیا کہہ کر سمجھائے جن باتون کا اندیشہ لگا ہوا تھا سامنے آرہی ہین وہ اپنا سا منھ لے کر اُٹھ کھڑا ہوا اس روز رنج کی وجہ سے نہ تو کھانا کھایا نہ حسب معمول احباب کی صحبت مین تفریح کرنے گیا۔ لاڈو بیگم کے پاس سے اُٹھا تو سیدھا اپنے کمرے مین گیا اور پلنگ پر چادر تان کر پڑ رہا۔

اِن خانہ جنگیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ سال کے اندر تقسیم میراث کا مسئلہ پیش ہوگیا۔ ازبسکہ نوشیروان مرزا انتہا کا دور اندیش اور فہمیدہ تھا اس موقعہ پہ ابھی اس کی عاقبت اندیشی نے معاملے کو زیادہ طول کھینچنے نہین دیا۔ اس نے ذہن پر زور ڈال کر تدبیر نکال ہی لی اور اپنی خوش بیانی اور نرم گفتاری سے لاڈو بیگم کو بھی راضی کر لیا۔

کچھ ہی روز بعد اس نے شہر کے چند نام آور وہ اور معززین کو جمع کر کے ان کے سامنے نہایت دیانتداری سے ترکہ تقسیم کر دیا۔

اب ایک گھر کے دو گھر ہو کر بھائی بہن مین مفارقت کی بنیاد پڑ گئی۔ حالانکہ ترکہ تقسیم ہونے کے بعد بھی نوشیروان مرزا کے مکان کے دروازے لاڈو بیگم کے واسطے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ لیکن وہ اپنی زشت خوئی اور کینہ توزی کی بدولت بھائی کی صورت سے بیزار تھی۔ نوشیروان مرزا کا نام سننا گوارا نہ تھا۔ آخر کیون کس وجہ سے شاید اس سوال کا جواب دینے سے وہ عاجز بھی۔

لاڈو بیگم کی شادی اس کے والدین کی زندگی ہی مین اس کے قریبی رشتہ دار کیوان مرزا سے ہوئی تھی جو دولت مند تو نہ تھا۔ مگر فارغ التحصیل ضرور تھا۔ اس نے کالج سے نکل کر اورسیری کے کام پہ توجہ کی تھی اور اب اس قابل ہوگیا تھا کہ مہینہ مین سو دو سو روپیہ کی آمدنی ہو جایا کرتی تھی۔ اگرچہ لاڈو بیگم کے ساتھ اس

کی مرضی والیا سے شادی نہ ہوئی تھی - مگر وہ اس شادی سے ناخوش بھی معلوم
نہ ہوتا تھا؟"

لاڈو بیگم کے والدین نے کیوان مرزا کو اپنے ذی ثروت رشتہ دارون پر صرف اس واسطے
ترجیح دی تھی کہ کیوان مرزا اپنی غربت اور کم مائیگی پر نظر کر کے لاڈو بیگم کو ہم سے جدا
نہ کرے گا اور ذرا سے اشارے مین بخوشی خاطر یہان رہنے پر رضا مند ہو جائے گا اور
ان کا خیال غلط بھی نہ تھا وہ ایک حد تک اپنے منصوبون مین کامیاب ضرور ہوئے -
لیکن آہ انھین کیا معلوم تھا کہ ان کے انتقال کے بعد دلاری لاڈو بیگم خود اپنے بھائی
سے لڑ جھگڑ کر اس مکان کو چھوڑ دے گی جس مین پیدا ہوئی پلی پرورش پائی اور کھیلی کودکر
بڑی ہوئی - انھون نے تو اپنی دانست مین پورا انتظام کر دیا تھا - ان کے مرتے ہی گویا
جھاڑو کا بندھن کھل گیا اور سینکون کی طرح سب تیتر بتر ہو گئے جس لاڈو بیگم کو
وہ آنکھون کا نور اور دل کا سرور سمجھتے تھے اسی لاڈو بیگم نے بجبر اپنے بھائی سے
ترکہ تقسیم کرالیا - اور گھر کو خیرباد کہکر اٹھ گئی - اور اس گھر سے کچھ ایسی متنفر ہوئی کہ اس
کا ذکر سننے کی روادار نہین ہوتی ہے"

دوسرا باب (۲)

نازبرداری

دکھلاؤن گا تماشہ اس آئینہ مین تم کو
صبح ازل سے دل ہے محو صفا پرستی

لاڈو بیگم کی نازک مزاجیان اور تنگ ظرفیان تو ہرگز اس قابل نہ تھین کہ جنھین کوئی
شریف طبیعت والا انسان برضا و رغبت برداشت کر سکتا اور باوجود انواع و اقسام
کی خفگیون اور جا بیجا کے غصہ کے بھی خوش رہ سکتا - یا اس نازک حالت مین ہمیشہ
نباہ دینے کی امید کر سکتا - لیکن خوش طالعی سے لاڈو بیگم ایسے شخص کے پلے پڑی تھی -
جو نیک نفسی اور حلیم الطبعی مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا - لاڈو بیگم جس قدر بدخلقیون
اور غیظ و غضب سے کام لیتی تھی کیوان مرزا اس سے بڑھکر زیادہ صبر و تحمل اور

خوش مزاجی کا اظہار کرتا تھا کبھی اپنے چشم و ابرو سے افسردگی یا بددلی کے آثار ظاہر ہونے دیتا تھا بیوی سے جب بات کی بخندہ پیشانی مسکراتے ہوئے۔لاڈو بیگم اگر بگڑے ہوئے تیورون سے آگ لگاتی تھی تو کیوان مرزا خوش طبعی اور زندہ دلی کا پانی چھڑک چھڑک کر شعلون کو فرو کر دیتا تھا۔

ان سے اپنی مغلوب الغضب کینہ جو بی بی کی خوشی اور دلدہی مین پوری سعی سے کام لیا مستعدی سے نازبرداری کو موجود رہا جس طرف لاڈو بیگم کا رجحان دیکھا اسی طرف ڈھل پڑا کبھی کسی بات مین نہین نہین کی ادھر بی بی کے منھ سے بات نکلی اور اُدھر وہ تعمیل کو تیار ہو گیا۔کھانے۔پینے۔پہننے۔اوڑھنے۔آرائش اور زیبایش کی چیزون سے تمام گھر بھر دیا جب باہر سے گھر آتا تھا بی بی کے لیے کوئی نہ کوئی چیز ضرور ہمراہ لاتا تھا وہ مہینہ مین جس قدر بھی پیدا کرتا تھا سب یا تو کھانے پہننے یا بی بی کی خوشنودی مزاج کے لیے صرف کر دیتا تھا۔

یہ کیون، صرف اس لیے جانتا تھا کہ لاڈو بیگم بڑے ناز نعم سے پلی ہے اوس کے والدین نے اس کی نازبرداری مین کوئی فروگذاشت نہین کی ہے۔کیوان مرزا کے نزدیک وہ لطیف و نازک پھول تھی جس کی غور و پرداخت سابقہ مالیون نے بڑی عرق ریزیان اور جانفشانیون سے کی ہے جو ذرا سی لاپروائی اور کم توجہی مین کمھلا جائیگا۔

اُس کا خیال تھا کہ یہ میرا فرض عین ہے۔مرحوم بزرگون کی نشانی کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھکر ان کی جنت نشین روحون کو سموم غم و الم کی حرارت سے بچاؤن۔

ان باتون سے خود کیوان مرزا کی جان کو آرام نہ تھا رات دن ایک نہ ایک مصیبت مین مبتلا رہتا تھا مگر واہ ری شرافت اور قوت ضبط کبھی حاضر و غائب زبان پر حرف شکوہ نہ آنے دیا اِدھر اُدھر تو کبھی کبھی چہرے پر پژمردگی کے آثار جھلک جایا کرتے تھے لیکن جہان گھر کی دہلیز پر قدم رکھا اور تمام پریشانیون اور کلفتون کی علامتین غائب ہوگئین چہرا گلاب کی طرح کھل گیا۔رخ پر بحالی اور لبون پر تبسم نمایان ہو گیا کہ لاڈو بیگم مغموم صورت دیکھکر رنجیدہ نہ ہو اگر وہ پریشان دیکھے گی تو دل کڑھے گا اور اس کی رنجیدگی بزرگون کی روح کو محزون کرے گی۔

باوجود اتنے خیال پر بھی لاڈو بیگم خوش نہ تھی بات بات پر نا ملائم و ترش الفاظ استعمال کرتی ذرا ذرا مین سخت و سست کہنے لگتی تھی ادھر کیوان مرزا کی زبان سے کوئی بات

نکلی اوراس نے روٹھ کر گھر چلے جانے کی دھمکی دی گویا کیوان مرزااس کا شوہر نہ تھا بلکہ غلام تھا یااس سے بھی کم حیثیت۔

لاڈو بیگم کی انھیں حرکتوں سے کیوان مرزا کا کلیجہ پیپ ہوگیا اکثر تنہائی میں بیٹھ بیٹھ کر وہ انجام پر نظر کرتا تھا اور خود بخود لرزاٹھتا تھا بیوی کیا تھی عذاب جان تھی جو ہر وقت سینے پر بیٹھی ہوئی خون چوسا کرتی تھی اور وہ غریب اُف کرنے یا لب ہلانے کی بھی طاقت نہیں رکھتا تھا۔

یہ سب کچھ تھا لیکن پھر بھی اس نے ہمت نہیں ہاری وہ برابر پامردی اور استقلال سے اپنی بی بی کی خونخوار طبیعت کا مقابلہ کرتا رہا لاڈو بیگم کی ظالمانہ حرکتوں اور روزانہ لڑائیوں نے کیوان مرزا کی خوش مزاجیوں اور ظرافت طبعی میں شمہ بھر بھی تبدیلی پیدا نہیں کی وہ سابق سے کسی قدر زیادہ ہنس مکھ نظر آتا تھا جس قدر اس کے ساتھ بے اعتنایاں برتی جاتیں وہ محبتانہ برتاؤ کرتا تھا اگرچہ زیادہ تر وہ بے قصور ہوتا لیکن بی بی کے ناراض ہونے پر فوراً اپنی خطا تسلیم کر لیتا اور منت سماجت سے کسی نہ کسی طرح لاڈو بیگم کے بدلے ہوئے مزاج اور بگڑے ہوئے تیوروں کو راہ راست پہ لے آتا تھا۔ اور حتہ المقدور خرمی و شادکامی کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کیوان مرزا ہی ایک ایسا بے جگر شخص تھا جس نے لاڈو بیگم جیسی سفاک کینہ اور بدخو عورت سے کئی برس تک اسی عمدگی اور خوبصورتی سے نباہی کوئی دوسرا ہوتا تو کپڑے پھاڑ کر اور گھر میں آگ لگا کر بھاگ جاتا۔

نوکر چاکر کی تعریف

(۳) تیسرا باب

لڑائی کی ابتدا

اب اختیار کچھ دل خود رفتہ پر نہین
تا چند ضبط عشق کی تاکید کیجئے

لاڈو بیگم کو نوشیروان مرزا سے الگ ہوکر اپنے شوہر کیوان مرزا کے یہان رہتے ہوئے چار برس کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اس طولانی مدت مین کیوان مرزا نے بڑے صبر و تحمل سے اس کی کینہ جو طبیعت کا مقابلہ کیا۔

اس عرصہ مین اس نے بار ہا لاڈو بیگم سے نوشیروان مرزا کا ذکر کر کے میل ملت کی سلسلہ جنبائی کرنا چاہی لیکن لاڈو بیگم کی بھڑکی ہوئی طبیعت اور بگڑے ہوئے مزاج نے شوہر کا نیک مشورہ کسی طرح نہ قبول کیا۔

اس مدت مین اکثر اوقات نوشیروان مرزا بہن کی خیریت مزاج دریافت کرنے کیوان مرزا کے یہان آیا لیکن لاڈو بیگم کی بدسلوکیون اور ناگذیر برتاؤ سے برداشتہ خاطر اور تازہ غم مول لے کر بے ملے جلے گھر واپس گیا

یہ امور اس قسم کے تھے جنھین دیکھ کر کیوان مرزا کے پائے استقلال کو جنبش ہوجانا بعید از قیاس نہ تھا لیکن وہ اس سخت امتحان مین ثابت قدم رہا اس نے ابتدا مین عقد والے روز اپنے خدا سے جو وعدہ کر کے لاڈو بیگم کا ہاتھ پکڑا تھا اس عہد پر آج تک قائم ہے اُس نے لاڈو بیگم کی ہر بے اعتنائی و بے رخی کو اس کی نادانی خیال کر کے پس انداز کر دیا۔ کبھی کسی ایسے خیال کو جس سے لاڈو بیگم کی محبت اور پاسداری مین فرق پڑنے کا شبہہ ہو اپنے خانہ دل مین جگہ دینا پسند نہین کیا مگر وقت کو کہین لینے جانا نہین پڑتا ایک روز حُسن اتفاق سے اسے اپنے کامون مین ضرورت سے زیادہ تاخیر ہوگئی ؎

کیوان مرزا کا معمول تھا روزانہ چار بجے سہ پہر کو اپنا کام ختم کر کے پانچ ساڑھے

نکلی اور اب مکان پہونچ جایا کرتا تھا۔ لیکن آج نیا کام ملنے کی اُمید پر دیر تک گھر سے نہ پھر حاضر رہنا پڑا۔ آٹھ بجے شب کو دفتر سے اُٹھ کر گھر پہونچا تو بی بی صاحب کا مزاج چوتھے آسمان پر تھا۔ غصہ کا تھرمامیٹر ایک سو دس ڈگری سے بھی متجاوز تھا۔

اس نے تالیف قلوب کے خیال سے پہلے ہی سے عذر و معذرت کرنا شروع کی لیکن جس طرح پتھر مین پانی کا گھر کرنا محال ہوتا ہے اسی طرح لاڈو بیگم کے سخت دل مین کیوان مرزا کی خوشامد کیونکر جگہ کرسکتی تھی۔ جب کچھ اثر نہ ہوا ساری کوششین رائیگان گئین تو اُس نے ظرافت آمیز گفتگو سے غضبناک بی بی کو ہنسانا چاہا اور جہان تک زبان نے یاری دی ہنسانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ظالم کو مہربان بنانا گمراہ کو راہ راست پر واپس لانا آسان تھا مگر لاڈو بیگم کے دل کو دعبر اکرنا سہل نہ تھا یہ ساری باتین جو کیوان مرزا نے اسے خوش کرنے کو کین ویسی ہی تھین جس طرح کوئی دیوانہ پتھر کی مورت کو ذی روح سمجھ کر کچھ کہے اور اسے جواب دینے پر مجبور کرے مگر جواب نہ ملنے پر مجنونانہ انداز سے دونون ہاتھ سے مورت کو مضبوط تھام کر جھنجھوڑے اور جواب لینے کی سعی بے حاصل کرے۔

ظرافت کے علاوہ اور بھی کیوان مرزا کو تالیف قلوب کے جس قدر نسخہ یاد تھے استعمال کیے لیکن سنگ دل بی بی پر خاک بھی تاثیر نہ ہوئی خوشامد کرتے کرتے زبان خشک ہو گئی بکتے بکتے حلق مین کانٹے پڑ گئے۔ مگر بدمزاج بی بی ٹس سے مس نہ ہوئین۔ دن بھر کی سخت محنت نے کیوان مرزا کو یون ہی شل کر رکھا تھا اس پر بی بی صاحبہ کی بے محل اور غیر مفید جاب لوسیون نے اور بھی مضمحل کر دیا۔ اتفاق سے صبح کو چائے پی کر دفتر چلا گیا تھا قصد تھا وہین ہوٹل سے کچھ منگا کر کھا پی لون گا لیکن غیر معمولی کامون کی بھرمار سے تمام دن دم لینے کی مہلت نہ ملی کھانا پینا تو امر دیگر تھا۔ گھر پر اس امید مین آیا تھا کہ آسودگی سے کھا پی کر آرام کرون گا۔ لیکن یہان نئی مصیبت پیش آئی بی بی صاحبہ کا مزاج برہم تھا اب کھانے پینے کی صلاح کون کرتا دوسرے لاڈو بیگم میان کے گھر آنے سے پہلے ہی کھا پی کر فراغت کر چکی تھی۔ گھر کی خادماؤن کو باورچی کو حکم تھا خبردار کوئی کھانے پینے کا ذکر نہ کرے اگر میان خود بھی مانگین تو بچا نہین کہکر صاف انکار کر دیا جائے۔

اب بھلا کس نوکر کی مجال بھی جو اس حکم سے انحراف کر سکتا۔ گھر کے تمام نوکر چاکر بی بی کے مزاج سے پناہ مانگتے تھے اور دل ہی دل مین کیوان مرزا کے صبر و تحمل کی تعریف کرتے تھے مگر مجبور تھے کسی قسم کی ہمدردی ظاہر نہ کر سکتے تھے۔

(۴) چوتھا باب

صبر

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
بے نیازی تیرا شیوا ہی سہی

رات کے بارہ بج گئے تھے بھوک کی شدت سے کیوان مرزا کے دم پر بنی ہوئی تھی لیکن بیچارہ کرتا تو کیا کرتا بہت دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا۔ اس نے خیال کیا آخر لاڈو بیگم کی اس قدر بے نیازی اور لاپروائی کا کیا سبب ہے "بے پروائی" اور بے نیازی تو اس خالق لایزال کو زیبا دستزاوار ہے جس نے کائنات عالم کے ساتھ ہی ساتھ انسان کی فانی ہستی کو معرض وجود مین لا کر اشرف المخلوقات کے خطاب سے مفتخر فرمایا لیکن ایک مشت خاک حقیر و کمزور انسان بے نیازی کا پتلہ کیون بن رہا ہے وہ تو اپنی ضروریات اور خواہشات کے پورا کرنے مین خود دوسرون کا محتاج مگر اپنی حرکتون سے باز نہین آتا۔ غرور و تمکنت نے آنکھون پر غفلت کی پٹی چڑھادی ہو۔ اس نے کنکھیون سے لاڈو بیگم کی طرف دیکھا وہ اب تک غضبناک شیرنی کی طرح ادھر سے منھ پھیرے لیٹی تھی۔ گویا۔ اسے خبر ہی نہین کہ کوئی ناز بردار امیدوار کرم ہو کر اس کی نگاہ لطف کا خواستگار ہے رات آہستہ آہستہ زیادہ ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اشتہا مین بھی اضافہ ہوتا جاتا تھا آخر اس نے آہستہ سے ماما کا نام لے کر پکارا جو اپنے بستر پر لیٹی ہوئی کیوان مرزا کی مصیبت پر دل ہی دل مین کڑھ رہی تھی اور جب وہ قریب آئی تو کھانے کا سوال کیا۔ بھلا غریب ماما کی کیا حقیقت تھی جو بیگم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی گو اس کے نفس نے اس بارہ خاص مین خود اس پر نفرین کی مگر اس نے طبیعت پر جبر کر کے حکم کا بنایا ہوا جواب دُھرا دیا۔ اب کیوان مرزا کو سوائے بستر پر دراز ہونے

کے کچھ چارۂ کار نہ تھا۔ وہ بیٹھتے ہوئے دل کو زبردستی اُٹھا کر اُٹھا اور ناتوان مریض کے مانند بستر پر لیٹ رہا۔
گرمیون کا زمانہ تھا چودھوین کا چاند بصد صولت وجلالت سر پر فلک پر قدرتی ارا کین (ستارون) کے جھرمٹ مین جلوہ افروز تھا۔ اس کی ٹھنڈی ٹھنڈی فرحت افزا روشنی لاڈو بیگم کے گورے چٹے خوبصورت اور غضب آلود چہرے پر پڑ رہی تھی جو مکان کی چھت پر آسمان کی کھلی فضا مین غمگین وملول لیٹی تھی۔ اُس کے پلنگ کے برابر ہی کیوان مرزا کا پلنگ تھا جس پر وہ غم اور بھوک کی کثرت سے پڑا ہوا بے چینی کے ساتھ کروٹین بدل رہا تھا۔ اُس کے دل مین عجیب عجیب توہمات اور خیالات بھرے تھے۔ کبھی اپنی حالت پر تاسف کرتا تھا۔ کیونکہ قدرت کی وسیع دنیا مین وہ ہر طرح کی ترقی کی قابلیت رکھتا تھا مگر اس پر بھی اُس نعمت عظمیٰ سے محروم تھا جوانی کیسی بے مزا گذر رہی تھی اپنی خونخوار زوجہ کی ناز برداری سے فرصت نہ ملتی تھی جو کاروبار کو وسعت دے سکتا کبھی آئندہ کا خیال آتا اور وہ بیتاب ہو کر جلد جلد کروٹین بدلنے لگتا وہ نہین سمجھ سکتا تھا کہ ایسی پر کینہ عورت کے ساتھ کیونکر اور کس صورت مین ہمیشہ اپنا گذارنے کی اُمید ہو سکتی ہے جبکہ وہ ہر طرح کی کوششون مین ناکام رہتا ہے۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ رفتہ رفتہ اس کی قوت آزادی سلب ہو رہی ہے اور اب وہ وقت بہت قریب آگیا ہے جبکہ کیوان مرزا دوسرون کی رائے کا محتاج ہو کر ایک ایک سے چارہ کار پوچھتا پھرے گا۔
اس خیال نے اسے کھنکھنا دیا اور اُس نے دیوانون کی طرح آنکھین پھاڑ کر لاڈو بیگم کی طرف دیکھا۔ آہ کیسا پیارا حسن کتنا دلکش چہرا ہے معلوم ہوتا ہے چاند آسمان سے اُتر کر زمین پر آگیا ہے سارا گھر جس کی نورانی روشنی سے جگمگا رہا ہے۔
کیوان مرزا نے اس کی خوبصورتی کا خیال کرتے ہوئے انتہائی حیرت واستعجاب سے دل ہی دل مین سونچا۔ آہ ایسی حسین ونازنین۔ ایسی دلربا اور پیاری صورت غضب ہے کہ اس قدر کینہ جو ایسی بدخصلت اور اس قدر سنگدل کیا دنیا مین خوبصورتی برائیون کا پردہ ہے جو اپنی نظرکشی نقاب کی تہ مین ہزارون سفاکیون اور بدیون کو چھپائے ہوئے ہے کیا واقعی حسن ایک ایسا شربت ہے جو چکھنے مین شہد سے زیادہ شیرین اور اثر مین سم قاتل سے بڑھ کر خوفناک وپرخطر ہے۔

جس رُخ زیبا کو دیکھ کر دل مین سُرور آتا ہے اس کے افعال گلا گھونٹ کر گرفتار کرنے کو تیار رہین -

پھول تو ضرور دلکش ہے اور اس قابل ہے کہ ہار بنا کر گلے مین پہنا جائے مگر افسوس خار نہایت آزار دہ اور روح فرسا ہین جن کی خلش زندگی تلخ کیے دیتی ہو کاش جیسا ظاہر تھا ویسا ہی باطن بھی ہوتا -

اس نے چمکتے ہوئے چاند اور ستارون کی طرف حسرت ناک نگاہون سے دیکھا دلکی افسردگی نے شب مہتاب کا لطف بے مزہ اور پھیکا کر دیا تھا - ورنہ یہ رات عیش و آرام مین بسر کرنے والی تھی - بستر پر لیٹے لیٹے اس کے دل سے سرد آہ نکلی چاند سے نظر ہٹی اور پھر اس خوفناک سیارے پر پڑی جو پہلو مین تھا اور انھین پریشان خیالیون کا سلسلہ شروع ہوگیا - رات گئے تک یہی کشمکش رہی آخر پچھلے پہر تڑپتے تڑپتے سو گیا -

پانچوان باب (۵)

حُسن اتفاق

آگ دل کی کچھ دبا دی تونے داغ شعلہ خوار
ورنہ ہم مین ضبط کی طاقت کبھی ایسی نہ تھی

کیوان مرزا شب بھر خوفناک خواب دیکھتا رہا ساری رات آرام سے نیند نہ آئی جہان ذرا غافل ہوا اور دل کے اضطراب نے خوفناک مجسم خواب کی حالت مین پیش نظر کر دیا - فوراً آنکھ کھلی اور اس نے بیچینی سے کروٹ بدل لی - یوہین سوتے جاگتے بسر ہوئی - سویرے نماز کے وقت جب آنکھ کھلی تو طبیعت بہت بد مزہ ہو رہی تھی سر مین درد محسوس ہو رہا تھا ہاتھ پاؤن بھی ٹوٹ رہے تھے بجبر طبیعت کو سنبھالا بستر سے اُٹھ کر ہاتھ منھ دھویا وضو کر کے فریضۂ سحری ادا کیا - لیکن دل بیٹھا جاتا تھا اعضا مین قوت باقی نہ تھی باہر جانے کی ہمت نہ پڑی کمرے مین جا کر مسہری پر لیٹ رہا رات بھر اچھی طرح نیند نہ آئی تھی اس وقت صبح کی فرحت بخش ہوا نے لوریان دے دے کر سُلا دیا ؟

اب جو آنکھ کھلی دن اچھی طرح نکل آیا تھا کمرے کی کھڑکیوں سے آفتاب عالمتاب کی سنہری سنہری کرنیں اندر آرہی تھیں۔ اس نے بعجلت مسہری سے اٹھکر حوائج ضروری سے فراغت کی۔ کھانے کا اہتمام نہ دیکھکر کچھ تعجب نہ ہوا کیونکہ اپنی غضبناک بی بی کی سفاکانہ عادتوں سے کماحقہ واقف تھا اس نے فوراً سمجھ لیا کہ میرے واسطے فاقوں کی سزا تجویز ہوئی ہے اس لیے بغیر کچھ کہے سنے خاموشی کے ساتھ گھر سے نکل کر دفتر کی راہ لی۔"

اس کا آفس گھر سے میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر شہر کے بارونق بازار میں واقع ہوا تھا کیوان مرزا کی عادت تھی ہمیشہ پیدل آیا اور جایا کرتا تھا۔ دن اچھی طرح چڑھ آیا تھا اور روز کی بہ نسبت آج کچھ دیر بھی ہو گئی تھی۔ دو وقت کے فاقوں نے بیحد ضعف پیدا کر دیا تھا بار بار دل چاہا کہ سواری پر سوار ہو کر دفتر جائے پھر کچھ سوچکر گرتا پڑتا آفس تک پہونچا۔ اس کا کلرک پہلے ہی سے منتظر تھا خلاف قاعدہ دیر ہونے کا سبب دریافت کیا۔ غم نصیب کیوان مرزا کے پاس کلرک کے سوال کا جواب ہی کیا تھا اور جھوٹ بولنے کی عادت نہ تھی لہذا اس نے خاموشی ہی کو مناسب سمجھا۔

اوس نے کرسی پر بیٹھتے ہی آدمی کو بلا کر مسلم ہوٹل سے کھانا لانے کا حکم دیا فوراً حکم کی تعمیل کی گئی اس نے بہ مشکل اوگل نگل کر دو چار نوالے کھائے کیونکہ دلی صدمات و تفکرات اور کچھ غم و غصّہ کی وجہ سے حلق اس قدر خشک ہو رہا تھا۔ کہ بدقت نوالہ نیچے اُترتا تھا۔

وہ تمام دن کام تو ضرور کرتا رہا لیکن حقیقتاً کسی بات میں دل نہ لگتا تھا اندرونی پریشانیوں کی جہت سے گھڑی گھڑی ہاتھوں پر سر رکھ کر کچھ سوچنے لگتا تھا وقتاً فوقتاً دلی خیالات میں غرق ہو کر موجودہ کاموں سے غافل ہو جاتا تھا۔

کل کیطرح آج بھی بہت لوگ آئے اگرچہ اس نے بہت جلد کام ختم کر دینے کا تصد کر لیا تھا مگر یہ امر اس کے اخلاق سے بالکل بعید تھا کہ ان لوگوں سے سیدھی بات نہ کرتا جو اس سے کام لینے کے متعلق تصفیہ طلب امور کی نسبت بات چیت کر رہے تھے مجبوراً خلاف توقع دیر تک دفتر میں بیٹھنے کی ضرورت پیش آئی۔

اگرچہ آج اسے اُمید سے زیادہ کام مل گیا تھا جس سے خاطر خواہ نفع کی اُمید تھی اور

اگر گذشتہ واقعات نے اس کے دل کو افسردہ نہ کر دیا ہوتا تو غالباً وہ اس کام مل جانے سے خوش بھی ہوتا لیکن آج تک کے تلخ تجربے نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ مصنوعی خوشیان اس کے دل کو حقیقی مسرت نہین بخش سکتین گھر مین قدم رکھتے ہی روح فرسا مصیبتون کا سامنا ہے جس کے سامنے ان شادمانیون کی ذرا بھی وقعت نہین۔

اس کا خیال کچھ غلط بھی نہ تھا آج کل سے زیادہ مصیبت نازل ہونے والی تھی اور وہ اچھی طرح اس مصیبت کو سمجھے ہوئے تھا۔ مگر اس کی کارروائی اور دیانت کا شہرا ہو چکا تھا غرض مند اس کے پاس زیادہ آنے لگے تھے۔ خصوصاً آج بھی غرض مندون کی کثرت روز سے بہت زیادہ تھی۔ لوگون سے مختصر بات چیت کرنے مین بھی بہت وقت صرف ہو گیا بہ مشکل نو بجے شب کو آفس بند کر کے گھر کی طرف روانہ ہوا؟"

(۶) چھٹا باب

کشیدگی کا انجام

دل جو رہتا تو نہ مین بے سر و سامان ہوتا
منتظم پھر وہی تھا لاکھ پریشان ہوتا

کیوان مرزا ڈرتے ڈرتے ساڑھے نو بجے رات کو گھر پہونچا یہان صرف ایک ماما صحن مین خاموش بیٹھی تھی اُسے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی پریشانی مین کپڑے اُتارنا کیسا بیٹھنے کا بھی خیال نہ آیا اُوسی طرح کھڑے کھڑے دریافت کیا۔

کیوان مرزا۔ بیگم کہان ہین۔

نصیبن۔ (ماما کا نام ہے) بیگم صاحبہ اپنے میکے تشریف لے گئی ہین۔

کیوان مرزا۔ حیرت سے۔ ہین۔ مجھ سے بغیر کہے سنے کیا بھائی نوشیروان مرزا آئے تھے؟!!

نصیبن۔ جی نہین۔

کیوان مرزا۔ کب گئی ہین۔
نصیبن۔ کوئی دو تین گھنٹے ہوئے ہون گے بس چراغ جلے گئی ہین۔
کیوان مرزا۔ مجھ سے کچھ کہلوایا ہے۔
نصیبن۔ جی نہین۔
کیوان مرزا۔ تمھین کچھ ہدایت کر گئی ہین۔
نصیبن۔ کچھ بھی نہین۔
کیوان مرزا۔ ساتھ کون گیا ہے۔
نصیبن۔ شبراتن کو لے گئی ہین۔
کیوان مرزا۔ تم کیون نہین گئین۔
نصیبن۔ مین نے کہا تھا لیکن بیگم صاحبہ نے منع کر دیا۔

کیوان مرزا نے لاحاصل سمجھ کر پھر کوئی سوال نہین کیا۔ اسی طرح اُلٹے پاؤن نوشیروان مرزا کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ بھر اندر ہی اندر تا ؤ پیچ کرتا ہوا سسرال پہونچا ملازمین سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا نوشیروان مرزا گھر مین موجود نہین شام ہونے سے پہلے ہی کسی دوست کے یہان دعوت مین گئے ہوئے ہین اور شاید رات گئے تک واپس ہون گے۔ اب اس نے وہان ٹھہرنا فضول سمجھ کر واپس ہونے کا قصد کیا حسن اتفاق سے ایک ماما زنان خانے سے باہر آئی اس نے کیوان مرزا کو دیکھکر سلام کیا اور بغیر کچھ کہے ہوئے اندر واپس گئی اور نوشیروان مرزا کی بی بی سے کہا۔

ماما۔ بیگم صاحب دولہا میان آئے ہین اور واپس بھی جا رہے ہین۔
بیگم۔ نہین جا کیون رہے ہین انھین اندر بلا لاؤ۔

ماما نے باہر جا کر سلیج کا پیغام سنایا۔ کیوان مرزا امید و بیم کی حالت مین اندر پہونچا لیکن یہان اس کے غمون مین اور بھی اضافہ ہو گیا کیونکہ جس وقت نوشیروان مرزا کی بی بی نے لاڈو بیگم کو اطلاع دی کہ تمھارے دولہا آئے ہین اس نے ان کے سامنے آنے سے صاف انکار کر دیا اگرچہ نوشیروان مرزا کی زوجہ اور خود کیوان مرزا نے بہت بہت اصرار کیا بڑی لجاجت سے کہلوایا پاس نہ آئین تو دور سے کھڑے کھڑے دو باتین سن جاؤ چلنے نہ چلنے کا تمھین اختیار ہے گھر کی پرانی ملازمہ عورتین جنھون نے

لاڈو بیگم کو گود مین کھلایا تھا وہ سب نصیحت کرنے لگین منھ چڑھی ماما نے بہت کچھ کہا۔لیکن جب ٹرپلی بھاوج کی بات نہ مانی تو وہ بیچاریان کس شمار مین تھین اس نے بڑی حقارت سے شوہر کی درخواست رد کر دی آخر کیوان مرزا کو بے نیل مرام ناکام و نامراد کف افسوس ملتے ہوئے واپس ہونا پڑا۔

بارہ بجے رات کو نوشیروان مرزا نے گھر آکر لاڈو بیگم کے آنے کی خبر کے ساتھ کیوان مرزا کی لجاجت اور عاجزی کا واقعہ سنا تو بجائے خوشی کے چہرے سے حزن وملال ٹپکنے لگا کاش وہ ہنسی خوشی اپنے شوہر کی اجازت سے آئی ہوتی تو وہ اپنے سر آنکھون پر بٹھانے کو تیار ہو جاتا۔چار برس کے بعد بھائی بہن ایک جگہ بیٹھکر محبت آمیز گفتگو کرتے گذشتہ کلفتون سے اپنے اپنے دلون کو پاک وصاف کرتے کدورتین رفع ہوتین اور مدت کے بعد خاندان کے دو پھول ایک گلدان مین نظر آتے۔اس حالت مین تو اس کا نہ آنا آنے سے بہت زیادہ مناسب تھا۔

تاہم موجودہ حالت مین بھی نوشیروان مرزا نے بہن سے کچھ کہنا سننا مناسب نہ سمجھا اس کے اخلاق پسندیدہ نے گوارا نہ کیا کہ فوراً ہی اپنی رائے کا اظہار کر دے وہ لاڈو بیگم کے چڑچڑے مزاج سے واقف تھا خوب جانتا تھا اس وقت بہن کو سمجھانا بجھانا کارگر نہ ہوگا بلکہ اس کی ضدی طبیعت اصلاح پذیر ہونے کے بدلے اور بھی بگڑ جائے گی۔

ساتوان باب

نند بھاوج کی لڑائی

دل منحرف ہی ہم سے کچھ انقلاب ہوگا
جس گھر مین پھوٹ ہوگی وہ گھر خراب ہوگا

وہی گھر تھا اور وہی لاڈو بیگم وہی لوگ تھے اور وہی باتین۔لیکن ایک مخالف طبیعت نے تھوڑے ہی زمانے مین کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے رنگ دکھائے۔چاہیئے تو یہ تھا کہ اب لاڈو بیگم میکے مین سب سے مل جل کر بسر کرتی ہنسی خوشی دن کٹتے۔لیکن یہ باتین کہان

نصیب اس کی جنگجو طبیعت کبھی نچلا بیٹھنے نہین دیتی آئے دن جھگڑے فساد ہونے لگے مگر گھر کے سب لوگ نوشیروان مرزا کے منھ سے اسے آدھی بات نہ کہتے۔ وہ جب بگڑتی ایک ایک کی نضیحت کرتی۔ لیکن ہر طرف سکوت رہتا کسی کی زبان سے کوئی حرف نہ نکلتا خود نوشیروان مرزا پر بھی دو چار ملاحی ین صلواتین سنائی گئین اور قصور صرف اتنا تھا کہ اسنے دو ایک مرتبہ کیوان مرزا سے میل کرنے کی تحریک کی تھی۔

کیوان مرزا بھی کئی مرتبہ آیا اور ہر مرتبہ عذر خواہ ہوا لیکن حریم ناز مین نیاز مندون کی دعا کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ خود داریان بڑھتی ہی گیئن بیچارہ ہر مرتبہ اپنا سا منھ لے کر رہ گیا۔ اور وقت کا منتظر رہا۔ وہ جانتا تھا کہ نوشیروان مرزا کے یہان بھی کسی سے نہ بنے گی ایک نوشیروان مرزا کس کس کا منھ بند کرے گا اس کے گھر والے بھی انسان ہین لاڈو بیگم کی بد مزاجیان کب تک برداشت کرین گے دو ہی ایک روز مین کوئی نہ کوئی گل کھلے گا۔

اِس کا خیال غلط نہ تھا ابھی لاڈو بیگم کو بھائی کے یہان آئے ہوئے پندرہ روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس کی جنگجو طبیعت نے رنگ بدلا ایک روز بڑی بھاوج سے خوب گھمن گرج لڑائی ہوئی اور وجہ صرف یہ تھی کہ سالن مین نمک زیادہ ہو گیا تھا بیچاری بے زبان کو سیکڑون صلواتین سنا کر رکھ دین۔ اگرچہ وہ بھی لاڈو بیگم کو بہت کچھ کہہ سکتی تھی مگر نہین وہ حیادار صلح کل اور نیک مزاج خاتون تھی اس نے اپنے نفس پر اتنا کا جبر کر کے اس کی بیہودہ سرائی کا کوئی جواب نہین دیا۔ اس نے اپنی زبان سے ایک لفظ بھی ایسی نہین نکالی جس سے لاڈو بیگم کی توہین یا دِلشکنی ہوتی اگر کہا بھی تو صرف یہ کہا ؛"

بہن تم مجھ پر بیکار خفا ہوتی ہو اگر ماما کی غلطی سے سالن مین نمک زیادہ ہو گیا ہے تو وہ سالن نہ کھاؤ مین ابھی اپنے ہاتھ سے تمھارے واسطے اور سالن پکائے دیتی ہون یا کہو تو بازار سے کچھ منگوا دون۔

اسی قسم کی بہت سی باتین کر کے مغلوب الغضب نند کا غصہ فرو کرنے کی کوشش کی مگر اس کے سر پر ایسا جن سوار نہ تھا جو جھاڑ پھونک سے اتر جاتا یا پند و نصائح اس پر اثر کر سکتے۔ اس کا مزاج تو پہلے ہی سے یہان کے رہنے سے اچاٹ تھا اس واقعہ نے

اور بھی سونے پر سوہاگہ کا کام دیا - بھائی کے گھر مین آتے ہی رو رو کر قیامت مچا دی سارا گھر سر پر اُٹھا لیا چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا -

نوج مین یہان رہون اتبو اس غارتی گھر مین ایک منٹ بھی نہین ٹھک سکتی ابھی ابھی میرے جانے کا بند و بست کر دو مین ماموں جان کے یہان شاہجہان پور جاؤن گی - آج مجھے معلوم ہو گیا کہ اس شہر مین میرا گذر نہین ہو سکتا - جو ہے وہ میرا دشمن ہے میرا رہنا کسی کو منظور نہین -

نوشیروان مرزا ہکا بکا ہو کر بہن کی صورت دیکھنے لگا اس غریب کو کیا معلوم تھا کیا واقعہ ہے یکایک کیا آفت آ گئی کیا ماجرا ہے اُس نے خود کو سنبھال کر نرم لہجہ مین دریافت کیا -

نوشیروان مرزا - کیون خیر تو ہے آخر ماجرا کیا ہے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا کسی نے کچھ کہا سنا ہے کیا ہے ؟"

لاڈو بیگم غصہ مین روتے ہوئے - میرے لیے جو سالن پکتا ہے اس مین ماما نے جان بوجھکر سیر دن نمک ڈال دیا مین جو اس پر خفا ہوئی تو بھابی صاحبہ اُلٹے مجھ سے لڑنے کو تیار ہو گئین بیکار بکبک جھک سینکڑون باتین سنا کر رکھ دین نندوں مردون دونون کو پن ڈالا -

نوشیروان مرزا - لاڈو بیگم ابھی تم غصہ مین ہو اس لیے تم سے کچھ کہنا بیکار ہے بیگم کبھی تمھین کچھ کہہ نہین سکتین اگر وہ تمھین ایک لفظ بھی بیجا کہین گی تو پہلے اپنے آپ کو کہہ لین گی تم اور وہ الگ تو ہو نہین - میری سمجھ مین نہین آتا اُنھون نے کیون اور کس بات پر تمھین کہا ہوگا خیر تم بیٹھو مین ابھی جا کر دریافت کرتا ہون -

لاڈو بیگم - نہین بھائی اب پوچھنے گچھنے کا وقت گذر گیا مین جب تک یہان رہون گی - یونہی لڑائیان جھگڑے ہوتی رہین گی خود میری طبیعت بھی یہان سے گھبرا گئی ہے جس طرح ہو مجھے آج ہی شاہجہان پور سوار کر دو -

نوشیروان مرزا - خیر یہ دوسری بات ہے اگر تمھارا دل ماموں جان کے یہان جانے کو چاہتا ہے تو شوق سے جاؤ وہ بھی تمھارا ہی گھر ہے وہ ہمارے تمھارے دونون کے بزرگ ہین - لیکن لڑ جھگڑ جانا مجھے پسند نہین اپنی بھاوج سے صفائی کر لو پھر چلی جانا مین روکتا تھوڑی ہون ؟"

لاڈو بیگم - مجھ سے کسی سے لڑائی نہین ہے میل کس بات کا جو کچھ ہوا میرے کرمون کا لکھا تھا ۔

نوشیروان مرزا نے اس پر بھی بہت کچھ سمجھایا اپنی بی بی کو لاکر زبردستی لاڈو بیگم کے گلے لگوادیا ۔ کیوان مرزا کو بھی بلوا بھیجا ۔ اس نے بھی لاکھ لاکھ سمجھایا مگر سب بے سود ہوا آخر نوشیروان مرزا نے میل ٹرین مین ایک ڈبا ریزرو کروادیا ۔ اور کیوان مرزا شاہ جہانپور تک ساتھ گیا ۔

آٹھوان باب (۸)

ماموں کا گھر

شکوہ ہی جس کو فطرت ہستی فریب ہے
اس کو تو اطلاع تھی ان سب امور کی

فرخ مرزا (لاڈو بیگم کے ماموں) ایک ریاست مین تحصیلداری کے عہدہ پر سرفراز تھے اس لیے شاہجہانپور مین بہت کم قیام کا اتفاق ہوتا تھا اور آج کل تو مع بال بچون علاقہ پر تحصیل وصول کے لیے گئے ہوئے تھے گھر خالی پڑا ہوا تھا صرف ایک سپاہی نگہبانی کے واسطے پھاٹک پر بیٹھا رہتا تھا ۔

کیوان مرزا نے اسی وقت تار دیکر وہان رہنے کی اجازت حاصل کر کے لاڈو بیگم کے رہنے کا انتظام کردیا ۔ زنانخانے مین مامائین کہاریان اور مردانی ڈیوڑھی پر خدمتگار سپاہی تعینات کردیے ۔ بینک کی کتاب بی بی کے حوالے کی ۔

جب سے اس کی شادی ہوئی تھی اور بی بی کی جائداد قبضہ مین آئی تھی اس وقت سے آج تک اُس نے لاڈو بیگم کی آمدنی کا ایک پیسہ بھی صرف ہونے نہین دیا تھا ۔ برابر کل آمدنی ماہ بماہ اس کے نام سے بینک مین جمع ہوتی رہتی تھی جو بڑھتے بڑھتے اب ہزارون کی تعداد مین پہونچ گئی تھی ۔

کیوان مرزا بی بی کو شاہجہانپور پہونچا کر وطن واپس آیا اور حسب معمول اپنے کامون مین مصروف ہو گیا ایک خط روزانہ بی بی کے دریافت مزاج کو روانہ کردیا کرتا

لیکن وہان سے کبھی کسی خط کا جواب نہ ملا ؎

یان لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب مین
وان ایک خامشی مرے سب کے جواب مین

شاہجہانپور مین لاڈو بیگم کو آئے ہوئے خاصہ دن گذر گئے اس درمیان مین اسے کوئی تکلیف محسوس نہوئی اور تکلیف ہوتی تو کیون ہوتی خدا کے فضل سے ہر طرح کا آرام میسر تھا راحت کی کل چیزین مہیا تھین روپیہ پیسہ کی کمی نہ تھی بنک کے منافع کے علاوہ پانچ سو روپیہ ہر چاند کی پہلی تاریخ کو ملتا رہتا تھا۔ خدمت گذاری کو کافی تعداد مین نوکر چاکر موجود تھے۔

باوجود ان سامانون اور راحتون کے وہ کسی قدر افسردہ ضرور رہتی خود بخود دل بیٹھا جاتا تھا۔ کیوان مرزا تو وہان موجود نہ تھا جس پر ناراض ہو کر اور بک جھک کر دل کے بخارات نکالتی رہتی۔ رہین ماما صلیین اُنھون نے پہلے تو بیگم صاحبہ کی سختیان برداشت کین لیکن جب پانی سر سے اونچا ہونے لگا تو ملازمت چھوڑ چھوڑ کر چلدین۔ قیامت تو یہ ہوئی تین چار مرتبہ جلد جلد نوکرون کی تبدیلیون سے شاگرد پیشہ لوگون مین اس کی بدمزاجی کی شہرت ہو گئی۔ اب لوگ اس کی نوکری کرتے ہوئے گھبراتے ہین۔

یہی وہ امور تھے جن کی بدولت اُسے نوکرون کی طرف سے چشم پوشی اختیار کرنا پڑی اور اودھر کا غصہ بھی اپنے ہی اوپر اتارنا پڑا۔ کبھی کبھی بھائی اور شوہر سے فضول لڑ جھگڑ کر چلے آنیکا پچھتاوا بھی ہوتا تھا مگر وہ اپنی خلقی زشت خوی سے اسے طبیعت کی کمزوری خیال کرتی تھی اور تیوری ناک بھون چڑھا کر اس بوُرے خیال کو دل سے نکال ڈالتی تھی۔

ایک مرتبہ برسات کی رت تھی اور شہر مین کثرت سے نزلہ بخار پھیلا ہوا تھا اتفاقاً ایک روز لاڈو بیگم نہا کر اٹھی تو سیکڑون چھینکین آگیئن اس نے خیال کیا شاید ہوا لگ گئی ہے اس سبب سے یہ حالت ہوئی ہے آپ سے آپ شکایت رفع ہو جائے گی۔

اس کا یہ خیال غلط نکلا دن ڈھلتے ڈھلتے سر مین درد کی شکایت پیدا ہوئی اور چراغ جلتے جلتے تو وہ درد اتنا بڑھا کہ آہی تو بہ ضبط کرنا مشکل ہو گیا ساتھ ہی ساتھ ہاتھ پانوٗن ٹوٹنے لگے اور بخار کی سی گرمی محسوس ہونے لگی۔ اس نے دل بھلانے کی کوشش کی۔ آج ہی پائجامہ کا ریشمی کپڑا خریدا تھا۔ اس کی کلیان کاٹنے بیٹھی مگر دل نہ لگا ماما کو حکم دیا ترکاری لے آو آج مین اپنے ہاتھ سے سالن پکاوٗن گی۔ مگر جب انگیٹھی سامنے آئی اور آگ کی گرمی

محسوس ہوئی تو تکلیف اور بھی بڑھ گئی مجبوراً وہ شغل بھی ترک کیا کتاب لیکر پڑھنا شروع کیا اس سے درد سر میں اضافہ ہوا۔ الغرض طبیعت کو جس طرف رجوع کرنا چاہا وہ رجوع نہوئی رفتہ رفتہ حرارت اور حرارت کے ساتھ سستی اور اعضا شکنی بڑھتی گئی جو جو رات زیادہ ہونے لگی بخار بڑھتا گیا۔ تمام شب قیامت کی غفلت طاری رہی۔

علی الصباح سو کر اُٹھی تو بخار موجود تھا لیکن رات کی سی شدت نہ تھی اس نے اوسی وقت ماما کے معرفت ڈیوڑھی پر کہلا بھیجا کہ ابھی ابھی کسی نامی حکیم کو بلا لیا جائے۔ فوراً ایک سپاہی دوڑا ہوا گیا اور اپنے ہمراہ حکیم مسیح الزمان کو بلا آیا۔

یہ بزرگوار فرخ مرزا کے لنگوٹیئے یار اور بڑے گہرے دوست تھے ان کے گھر بھر کا علاج بھی کرتے تھے جب ان کے آنے کی اطلاع لاڈو بیگم کو ہوئی تو اس نے پردا کرا کے اندر بلوا لیا نبض دکھائی اور جو جو حال تھا بیان کیا۔

حکیم صاحب خدانخواستہ اندیشہ کی بات نہیں ہے سینہ پر نزلہ گرا ہے اسی کی وجہ سے سر میں درد اور بخار پیدا ہو گیا ہے اور بخار کی وجہ سے اعضا شکنی ہے گھبرانے کی بات نہیں۔ انشا اللہ تین چار روز میں یہ شکایت جاتی رہے گی لیکن پرہیز کی سخت ضرورت ہے کیونکہ شہر میں فصلی بیماریوں کا زور ہے عام طور سے نزلے بخار کی شکایت پھیلی ہوئی ہے اگر وبائی بخار آ گیا تو صحت میں بہت دن لگین گے۔

یہ کہکر حکیم صاحب باہر تشریف لائے قلم دوات منگوا کر نسخہ لکھا اور آدمی سے چند معمولی ہدایتیں کر کے رخصت ہوئے۔

نوان باب (۹)

کایا پلٹ

کس نے دیکھا کونسی منظر نما نظرین اٹھین
لو وہی ٹوٹے ہوئے دل پھر صدا دینے لگے

دوپہر سے پھر بخار کی شدت ہوئی پہاڑ سا دن گذر گیا آنکھ کھولنے کی نوبت نہین آئی۔ دونون وقت ملتے ماما نے زبردستی ہوشیار کر کے دوا پلائی دوا حلق سے اُترتے ہی پھر

غفلت طاری ہوئی۔

آدھی رات کو پسینہ آکر بخار کم ہوگیا۔ اس وقت چارون طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی گھرمین بھی بلا کا سکوت و سنناٹا تھا کہاریان ماماٸین اُنپے اپنے ٹھکانون پر پڑی ہوئی غافل سُو رہی تھین۔“

لاڈو بیگم کو زور کی پیاس معلوم ہو رہی تھی مگر کوئی تیمار دار موجود نہ تھا جس سے کہتی۔ بہت دیر تک چپکی پڑی رہی جب حلق سوکھ گیا اور زبان مین کانٹے پڑنے لگے تو اس نے نحیف و ناتوان آواز سے ماماؤن کے نام لے لیکر پکارنا شروع کیا لیکن وہ لوگ تو گھوڑے بیچ کر سونے تھے جاگنا تو جاگنا کسی نے کروٹ تک نہین بدلی ناچار خود ہی تھر تھراتی ہوئی اُٹھی۔ سرھانے رکھی ہوئی میز سے عرق کا گلاس اُٹھایا نقاہت کے سبب سے سارا ڈیل کانپ رہا تھا ہاتھون مین رعشہ تھا۔ تھوڑا عرق ہاتھ لڑنے سے چھلک کر گر بھی گیا مگر جون تون ایک آدھ گھونٹ پی کر حلق ترکیا اور پھر پلنگ پر لیٹ رہی۔ بخار بالکل اتر گیا تھا کمزوری کی علامتین ظاہر تھین۔ چاہا نیند آجائے لیکن خیالات پریشان ستا رہے تھے ادھر ادھر کروٹین بدلین جب کسی طرح نیند نہ آئی تو حلقہ پڑی ہوئی آنکھین کھول کر سامنے دیوار مین اویزان لیمپ کی لو پر جمادین۔

انسان چاہے کیسا ہی سفاک بدمنش۔ ظالم کیون نہو مگر اس کا دل ہمیشہ حق شناس و انصاف پسند ہوا کرتا ہے۔ وہ جب کبھی بھی تخلیہ مین بیٹھکر یکسوئی سے خیال کریگا تو اس کی تمام اچھائیان برائیان مرقع کی صورت مین پیش نظر ہو جائینگی۔ یہی حال اس وقت لاڈو بیگم کا تھا وہ پلنگ پر پڑی ہوئی دیدۂ دل سے تمام ان گذشتہ واقعات کا مشاہدہ کر رہی تھی جو زمانے اور وقت کے ساتھ ساتھ رونما ہوئے تھے اور اسی کے ساتھ تیز رفتاری سے گذر گئے تھے لیکن اپنا نقش صفحہ دل پر چھوڑ گئے تھے جو مٹائے نہین مٹتا ہے۔

اسے اچھی طرح یاد تھا ایک مرتبہ شادی کے بعد اسی طرح بخار آیا تھا لیکن اس وقت اس کا وفادار شوہر کیوان مرزا چارہ سازی کو موجود تھا۔ وہ رات رات بھر پٹی پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا تھا۔ جہان رات کو آنکھ کھلی اُس نے اپنی میٹھی میٹھی دلفریب باتون سے بہلا لیا۔ اُس کی مزے دار کہانیان۔ دلچسپ قصے۔ ظرافت آمیز لطیفے مرض کی تکلیف کو گھٹا دیا کرتے تھے۔ جہان کسی چیز کی طرف رغبت ہوئی۔ فوراً حکیم ڈاکٹر کی صلاح سے لاکر موجود

کر دی گئی کسی بات کی تکلیف نہ ہونے پاتی تھی ۔
اگرچہ آج بھی اسی طرح نوکر چاکر خدمتگذاری کو موجود ہین ۔ اسی طرح دولت سے اطمینان ہے ۔ اسی طرح حکیم ڈاکٹر آتے ہین مگر ہائے کیوان مرزا سا شفیق و مہربان تیمار دار موجود نہین ہے ۔ لاڈو بیگم جس قدر خیالات کو وسعت دیتی تھی کیوان مرزا کی وفاداریان اخلاق اور سچی محبت کا ثبوت زیادہ ہوتا جاتا تھا ۔ اُس نے روزمرہ پیش آنے والی خانگی باتون پر نظر ڈالی ہر چھوٹے سے چھوٹے واقعہ کی تنقید کی مگر ہر بات مین کیوان مرزا کی خوبیان ہیرے کی طرح درخشان نظر آئین جو جو غور کیا خود کو خطاوار اور اسے بیقصور پایا ۔ اب اس کا راستباز نفس اس کی زیادتی اور کوتہ اندیشی پر ملامت کر رہا تھا شرمندگی نے دل کی عجیب حالت کر دی تھی ۔ اسی سلسلے مین یہ بھی خیال آگیا کہ مین اپنی بدمزاجی سے کن کن گناہون کی مرتکب ہوئی ہون اُف بھائی بھاوج سے کیسا برا سلوک کیا ہائے والدین کو ہمیشہ اپنی بدزبانی سے رنجیدہ رکھا ۔ شوہر وفاپرست و نازبردار شوہر کا دل دُکھایا آہ ایسا فرشتہ خصلت شوہر ایسا شفیق و مہربان میان اور اس کی یہ بے قدری یہ بے وقعتی افسوس دُنیا بھی خراب کی اور عقبیٰ بھی برباد ہوئی ۔"

اِن خیالات نے کچھ ایسا اثر کیا کہ دیوانون کی طرح پلنگ سے اُٹھکر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی اب نہ تو کمزوری محسوس ہوتی ہے نہ چلنے مین پاؤن لڑکھڑاتے ہین بس شرم ہی کہ سر جھکائے ہوئے ہے خوفِ معاصی نے سارے جسم مین لرزا پیدا کر دیا ہے خیالات کا تانتا بندھا ہی یکایک اس نے جنونانہ انداز سے تھرتھراتے ہوئے ہاتھون کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا ۔

اے خلاق عالم اے کریم و رحیم میری غلطیون کو معاف فرما ۔ مین خاطی ہون اور اپنی خطاؤن سے شرمسار ہو کر تیری بارگاہ رحمت سے رحم کی خواستگار ہون مین اقرار کرتی ہون کہ فرقہ اناث مین سب سے زیادہ گناہگار ہون مین نے تیری عطا کی ہوئی نعمتون کی کچھ قدر نہ کی مین نے اپنے عزیز و اقارب اپنے والدین اور اپنے شوہر کی نافرمانی کر کے اُن کے دلون کو دکھایا بار الٰہا تو عالم الغیب ہی ۔ تو دلون کا حال جانتا ہی مین اپنے گناہون سے نادم و پشیمان ہون ۔ تو بڑا رحیم ہی اور ہمیشہ اپنے گناہگار بندون پر رحم کی بارش کر کے ان کی فرد عصیان دھو دیتا ہی تیرا چشمۂ رحمت عام ہی ۔ مجھی بھی مورد الطاف و مہربانی فرما ۔ پروردگار اپنی بے پایان رحمتون کو میر امعین و مددگار بنا تا مین آئندہ لغزشون سے محفوظ و مامون رہون ۔"

دسوان باب (۱۰)

میل ملاپ

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اُس ملاپ کا ہے جو صلح ہو جائے جنگ ہو کر

وہ ساری رات عجیب الجھن اور پریشانی مین بسر ہوئی - برابر بچھونے پر تڑپتے ہی گذری، پو پھٹتے ہی اُس نے دو تار لکھوا کر روانہ کئے ایک اپنے بڑے بھائی نوشیروان مرزا اور دوسرا کیوان مرزا کے نام تھا مضمون دونون تارونمین صرف اس قدر تھا - بہت جلد آو - تار پہونچ گئے دونون تار پانے والون کو سخت تشویش تھی کیون اور کس غرض سے بلایا ہے لاڈو بیگم کے مزاج کی کیفیت ظاہر ہی تھی کہین مامون جان سے تو کچھ جھگڑا نہین ہوا - مگر وہ تو شاہجہانپور مین نہین ہین ؟"

دوسرے روز نوشیروان مرزا اور کیوان مرزا حیران و پریشان شاہجہانپور پہونچگئے گھر مین قدم رکھتے ہی یہ معلوم کر کے انھین بیحد مسرت حاصل ہوئی کہ لاڈو بیگم نے اپنی قدیم ناشائستہ عادتین یکقلم ترک دی ہین ؟"

لاڈو بیگم نے اپنے بھائی کو دیکھتے ہی دوڑ کر اور قدمون پر گر کر گذشتہ گستاخیونکی معافی چاہی اور نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر عذر خواہ ہوئی جس کے جواب مین نوشیروان مرزا نے بزرگانہ شفقت و محبت سے چھوٹی بہن کا سر سینے سے لگا لیا پشت پر ہاتھ پھیر کر سعادتمندی اور طولعمری کی دعا دی اور اپنے آئینہ دل کو گرد کدورت سے پاک و صاف کر کے معافی عنایت کی -

وہ دن خوشی اور مزے مزے کی باتون مین گذرا شام کو کھانے سے فارغ ہو کر نوشیروان مرزا اپنے مسکونہ کمرے مین آرام کرنے گئے - میان بی بی اپنی خوابگاہ مین آئے -

اس وقت لاڈو بیگم نے دست بستہ قدمون پر سر جھکا کر گذشتہ نافرمانیون سے اظہار خجالت کیا بی بی کا یہ خلوص اور انداز اطاعت دیکھکر کیوان مرزا کی آنکھون مین فرط انبساط سے آنسو ڈبڈبا آئے اُس نے انتہائی محبت کا اظہار کرتے ہوئے بی بی کی غلطیون کو معاف کر کے کہا -

کیوان مرزا - بیگم تمھارا کچھ قصور نہین شاید مجھسے کوئی بڑا گناہ ہو گیا تھا جس کی سزا اس طرح سے

دی گئی چونکہ میرے پروردگار نے میرا قصور عفو فرما کر تمھیں مہربان بنا دیا ہے لہذا ان باتون کو دل سے بھلا کر کوشش کرو کہ آیندہ خوشی اور اطمینان سے وقت بسر ہو اور ایسی دلخراش دشمن باتین پیدا نہ ہون جسقدر زندگی کے دن باقی رہگئے ہین فراغت اور عیش و آرام مین گذرین۔

افراط ندامت اور شرمندگی سے لاڈو بیگم جواب نہ دیسکی اس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور صاف وشفاف جبین پر عرق انفعال کے قطرے ظاہر ہو کر موتیون کے مانند آب وتاب دکھانے لگے۔

راہ راست پر آئی ہوئی بی بی کو شرمندہ ونادم دیکھکر کیوان مرزا نے تقریر کا رُخ بدلکر پُر مذاق باتین چھیڑ دین یہان تک کہ گھڑی نے بارہ کا گھنٹہ بجایا اور دونون زن وشوہر خواب راحت مین مشغول ہوگئے؟"

دوسرے روز اسباب سفر درست کر کے یہ شادکام و بامراد قافلہ وطن واپس آیا۔ یہان پہونچکر لاڈو بیگم نے گذشتہ باتین بالکل فراموش کر دین اور بالکل برعکس طریقہ اختیار کر لیا اب وہ نہایت خوش مزاج بذلہ سنج اور حلیم الطبع خاتون بن گئی اس نے کیوان مرزا کی بے انتہا اطاعت وفرمانبرداری کر کے گذری ہوئی تمام کج ادائیون کی تلافی کر دی جس کا خود کیوان مرزا بھی معترف ہے۔

اب کیوان مرزا کا کاروبار بھی اعلیٰ پیمانہ پر جاری ہے وہ اپنے کمال مین یگانۂ عصر وحید روزگار تسلیم کر لیا گیا ہو آج میان بی بی کی پاک اور سچی محبت سے زندگانی کا لطف دونا بلکہ چوگنا ہوگیا ہے۔

کیوان مرزا خلوت مین کبھی کبھی چھیڑنے کے واسطے لاڈو بیگم کی گذشتہ بدعنوانیون کا ذکر کرتا ہے تو وہ خجل ہو کر عجیب دلفریب شرمگین ادا سے سر جھکا لیتی ہے جو زندہ دل شوہر کے لیے نہایت باکیف اور سرور افزا انداز ہے۔

نئے ناولوں کی فہرست مفت

فاتح یورپ (کانین ڈائل کا ترجمہ) فاتح اعظم نپولین بوناپارٹ کی تحیر خیز کامیابی کا راز۔ اوسکی شخصی زندگی کے رنگین اور دلچسپ واقعات۔ ملکہ جوزفائن اور فرانس کے نامور مدبروں کی قلمی تصاویر۔ خطرناک سازشی سرکاری جاسوس۔ حسن و عشق کے نظارے۔

خوفناک قتل جاسوسی کا ناول۔ بدمعاشوں کی لوٹ خفیہ پولس کی کارگذاریاں۔

سعید و جمیلہ عورتوں کی صحیح تعلیم کے عمدہ نتائج۔ بعض خودغرض لوگ اپنے شریف النفس دوستوں کو کیونکر دھوکہ دیسکتے۔ پاک محبت کے پاک جذبات

مرغ ارم جلال نوری بے اڈیٹر "رلی جون ترک" کے مشہور ترکی ناول کا ترجمہ۔ سلطنت ترکی کے مشہور سلطان غازی عبدالحمید خاں نوراللہ مرقدہ کے دلچسپ حالات۔ حرم سلطانی کے اسرار۔ ایک سرکیشین عورت کی دل ہلا دینے والی سوانح عمری۔

لاڈو بیگم دلکش، دلچسپ۔ بکار آمد، نتیجہ خیز۔ مستورات کے پڑھنے کے قابل ناول۔ لاڈو بیگم کے سبق آموز واقعات کا مرقع بامحاورہ اردو میں دکھایا گیا ہے۔

انقلاب سیاسی تاریخی ناول۔ مصر و سوڈان میں مہدئ سوڈانی اور انگریزوں کی معرکہ آرائیاں۔ شفیق آفندی اور زبیدہ کی داستان محبت۔

لیلائے کربلا حجر بن عدی کا قتل اوسکی بیٹی سلمیٰ اور بھتیجے عبدالرحمن کا یزید کو زہر دیکر انتقام لینا۔ کربلا کے خونی مناظر۔ امام حسین کی دردناک شہادت۔ عبدالرحمن اور سلمیٰ کی شادی۔

عذرائے قریش (جرجی زیدان اڈیٹر "الہلال مصر" کے مشہور عربی ناول کا ترجمہ) حضرت عثمان کی خلافت بصرہ، کوفہ اور مصر کے لوگوں کی مخالفت۔ حضرت عثمان کی شہادت۔ حضرت علی کی خلافت۔ جنگ جمل جنگ صفین۔ محمد و اسماء کی محبت۔

خونی شہزادہ سائنس کے عجیب و غریب کرشمے۔ حسن حیرت زا کے نظارے عشق بہترین کا کے کرشمے۔ رقیب فتنہ ساز کی عیاریاں۔ معشوقہ کی بیوفائی۔ رقیب سے آشنائی۔ انجام کار سچے عشق کی کامیابی۔ وغیرہ وغیرہ۔

ابن طولون ترکوں، عربوں اور ایرانیوں کی سیاسی کشمکش۔ حسن عشق کے نظارے۔

مہادیو پرشاد تاجر کتب لکھنؤ